OPEN ACCESS
Journal of Semitic Religions
ISSN (Print): 2958-7514
ISSN (Online): 2958-7522
https://jsrpk.com/index.php/Journal

شیخ محمد یار بادشاہ کے درس ترمذی شرح جامع ترمذی میں مسئلہ فاتحہ خلف الامام؛ ایک تحقیقی مطالعہ

The Issue of Fatiha Khalaf Ul Imam in Dars-Tirmidhi Sharh Jami-Tirmidhi of Sheikh Muhammad Yar Badshah: An Analytical Study

Waheed Ullah
Ph.D Schalar of Islamic studies, SBBU Sheringal Dir Upper.

Dr. Abdul Haq
Assistant Professor Department of Islamic studies, SBBU Sheringal Dir Upper.

Abstract:

Peace and blessings be upon the Holy One who is the leader of all the Prophets, upon his family and companions, and upon those who sincerely follow him until the Day of Resurrection. It is the special grace and favor of Allah, the Exalted, who revealed to us the guidance of the Holy Qur'an, to explain it, to act on it in the beginning, that is; by sending Muhammad, may God's prayers and peace be upon him, in the form of the Holy Qur'an. By completing the blessings, we have been blessed with the golden religion of Islam, about which Allah, Almighty, says, "Islam is the religion of Allah". And whoever seeks a religion other than Islam, he will not accept it. May my blessings and pleasure be upon you in the religion of Islam. Praise be to Allah for this.
Al-Darsa Al-Tirmidhi which was written by Sheikh Al-Hadith Muhammad Yar Badshah by his student Rasheed Ahmad, which is a great work of Hadith on Jami Tirmidhi. It is written in Arabic language and is present in the shape of a manuscript. In jurisprudential issues he has given the detailed explanation of ideas of commenting Imams/ Scholars, there difference of opinions, compression and coincidences and a very good and easy way of thought. The common man might get better understanding. He has given even the explanation of the difficult terminologies associated with Hadith. The sheikh has briefly and sometime with detail described the jurisprudential issues. In this regard he described the "Fateha Khalf Ul Imam" in detail. In this article I am going to describe his thought about this Jurisprudential Issue.

Keywords: Manuscript, Hadith, Muhammad Yar Badshah Companion, Language, Opinion.

CC BY

تمہید:

تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لئے ہیں جو تمام مخلوق کا پالنے والا ہے، بہترین انجام اللہ تعالی سے ڈرنے والوں کے لئے ہیں اور درود وسلام ہوں اس ذات پاک پر جو تمام انبیاء کا سردار ہے، ان کے اہل اور ساتھیوں پر اور قیامت تک اخلاص کے ساتھ ان کے تابعداری کرنے والوں پر۔

اللہ تعالی کا خاص فضل واحسان ہے جس نے ہمیں ہدایت نامہ قرآن کریم نازل فرمایا، اس کو بیان کرنے، اس پر ابتدا میں عمل کرنے کے لئے یعنی مجسم قرآن کریم کی شکل میں محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرما کر ہمارے اوپر اپنے نعمتوں کی تکمیل کرکے ہمیں ملت بیضاء یعنی دین اسلام نصیب فرمائی جس کے بارے میں اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے ﴿إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾[1] اللہ تعالی کے ہاں تمام ادیان میں سچا اور حقیقی دین، دین اسلام ہے۔اس کے مقابلے میں کسی دوسری دین کی پیروی اللہ تعالی کے نزدیک قابل قبول نہیں جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے

﴿ وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ﴾[2] اور جس نے اسلام کے بغیر کوئی اور دین اپنے لئے تلاش کیا تو اس کو کبھی بھی قبول نہیں کیا جائیگا۔ اور اس کے ذریعے ہمارے اوپر اتمام نعمت کی اور ہمارے لئے اس کو پسند فرمایا جس طرح کہ ارشاد ربانی ہے﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾[3] آج ہم نے آپ کے لئے دین مکمل کی اور آپ پر اپنی طرف سے تکمیل نعمت فرمائی اور آپ کے اسلام بطور دین پسند فرمائی۔ الحمد للہ علی ذالک۔

جامع ترمذی:

جامع ترمذی صحاح ستہ میں امام ابو عیسی محمد بن عیسی الترمذیؒ کی ایک بے نظیر تالیف ہے جو کہ دو جلدوں پر مشتمل مدارس عربیہ میں پڑھائی جاتی ہے، یہ جامع ہونے کے ساتھ بوقت واحد سنن بھی ہے جس میں آٹھ عنوانات پر احادیث مبارکہ فقہی ابواب کی ترتیب سے جمع کیا گیا ہے اس میں کل احادیث مبارکہ کی تعداد ایک قول کے مطابق 1385 ہیں، اگر شواہد ومتابعات سب کو شامل کیا جائے تو کل ملا کر تعداد 3956 بن جاتی ہے[4]۔

شیخ الحدیث محمد یار بادشاہؒ:

آپ محمد یار (عرف بادشاہ صاحب) ولد سید احمد (عرف گل بابا) ہیں۔ 1945ء کو ضلع باجوڑ سابقہ ایجنسی کے ایک پسماندہ علاقے پشت کے مضافات میں ایک گاؤں بٹالی میں پیدا ہوئے[5]، آپ کی پیدائش ایک مذہبی گرانے میں ہوئی اس لئے ابتدائی ناظرہ قرآن کریم اپنے والد محترم سے گھر پر حاصل کی۔

تعلیم:

آپؒ نے اردو اور پارسی کے کتب مولانا محمد امیر (عرف خال مولوی صاحبؒ) سے پڑھی، صرف و نحو کے علوم مولانا سید محمد (عرف گل شہزادہ) سے حاصل کیے۔ فقہ، اصول فقہ، میراث اور ادب کی کتب مولانا محمد صدیق (اجمیر بابا) سے پڑھ لیے۔ موقوف علیہ کی کتب شیخ عنایت الرحمن (شیخ الحدیث جامعہ رحمانیہ رگئی)[6] سے پڑھی۔ 1970 میں آپ نے دار العلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی میں مولانا عبد الرحمان مینوی اور مولانا غلام اللہ خان (عرف پنڈی شیخ)[7] سے شھادۃ العالمیہ کی سند حاصل کی۔ آپ نے تین سال مسلسل شیخ محمد طاہر صاحب (عرف پنج پیر شیخ)[8] سے تفسیر القرآن پڑھتے رہے۔

الدرس الترمذی:

الدرس الترمذی جامعہ ترمذی پر لکھی گئی شروح میں سے ایک شرح ہے، جو شیخ الحدیث محمد یار بادشاہؒ سے ان کے شاگرد رشید احمد حفظہ اللہ نے تحریر فرمائی یہ ایک جلد میں لکھی گئی بہت ہی اہم شرح ہے جو ابھی تک مخطوطہ کی شکل میں موجود ہے اس میں کتاب الطھارت سے لیکر کتاب العلل تک جامع ترمذی کی عربی زبان شرح ہوئی ہے، اس میں اہم فقہی مسائل پر عام فہم انداز میں بحث کیا گیا ہے جس سے ہر کسی کے لئے استفادہ کرنا یکساں مفید اور اسان ہے، اس میں احادیث کے روات، غریب کلمات، حدیث سے مستنبط فقہی مسائل کے ساتھ ساتھ دیگر مختلف پہلوں سے بحث کیا گیا ہے۔ اس مخطوطہ میں ایک اہم اور فقہی مسئلہ جو کہ دین اسلام کی ابتدا یعنی دور صحابہؓ سے پھر تابعین اور بعد میں اسلاف امت کی دور سے چلے آنے والے ایک معرکۃ الاراء اختلافی مسئلہ ہے یعنی امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کرنے میں اختلاف ! جیسے ائمہ کے نزدیک "فاتحہ خلف الامام" سے تعبیر کیا جاہے، مذکورہ مخطوطے میں اس فقہی مسئلہ کے حوالے سے جن مباحث کا احاطہ کیا گیا ہے ان کا تحقیقی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ اس حوالے سے سب سے پہلے مخطوطے کا عبارت ذکر کیا جارہا ہے جو شیخ الحدیث محمد یار بادشاہؒ نے دوران درس طلبا کرام کو کیا تھا۔

باب ماجاء انه لا صلوة الا بفاتحة الكتاب

وفيه رواية عن عبادة بن صامتؓ عن النبي ﷺ قال لاصلواة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب كذا رواه البخارى[9] وفيه مذ هبان فعند الشافعيؒ وواحمدؒ ورواية عن مالكؒ ان الفاتحة ركن من الصلٰوت لحديث الباب عن عبادة بن صامتؓ وعند إبى حنيفةؒ ورواية عن احمدؒ لا يكون ركن من الصلاة لقوله تعالى ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾[10] وحديث الاعرابي حيث قال له فكبر واقرأ ما تيسر لك من القرآن رواه البخارى، فوقع التعارض بين ادلة المذهبين فدفعه با الترجيح بان حديث عبادة بن صامتؓ متروك في مقابلة النص القطعي مع حديث الاعرابى او با التطبيق بإن فرض القرأة باالآية وأوجب الفاتحة باالحديث وااالنفى في حديث عبادةؓ محمول على نفى الكمال أى لاصلواة كاملة والدليل عليه حديث ابى داؤد من صلى صلوة لم يقرأ فيها يام القرآن فهى خداج غير تام ولم يقل فهى فاسد و باطل فيدل على النقصان وهو موجود في كثير من الاحاديث كقوله لا ايمان لمن لاامانة له وايضاً قوله ﷺ لاصلوة لجارالمسجد الافي المسجد. وايضا قوله ﷺ لا صلواة للآبق حتى يرجع فا النفى فى هذه

الاحاديث نفى الكمال لا نفى الذات واما الجواب بان هذا خبر واحد لا يثبت به الفرضية لان القطعى لايثبت با الظنى واما الجواب انه جاء في روية ابى سعيد الخدريؓ لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب وسورة معهالان النفى لولم يكن لنفى الكمال ينبغى ان يكون ضم السورة ايضافرضاً مع ان الشافعيؒ قائل باستحبابه واما قول النووى المراد من ﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾[11] هو الفاتحة فقط فهو على مذهب الشافعى فتحكم بلا دليل لانه عام ولان اليسر اشد و از يد في سورة الاخلاص وسورة الكوثر وغير هما من الفاتحة كما قال العينى وايضا يشمل ثلاث آيات ايضا فما معنى تعين الفاتحة فى التيسير واما مزيد البحث فيجئ فى باب ترك القراءة خلف الامام ان شاء الله تعالى

باب اس بارے میں کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی:

اور اس میں عبادہ بن صامتؓ کی روایت ہے نبی ﷺ سے آپ ﷺ فرماتا ہے اس شخص کی نماز نہیں جس نے فاتحہ نہیں پڑھا اس طرح بخاری نے بھی روایت کی ہے اور اس مسئلہ میں دو مذاہب پس امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور ایک روایت کے مطابق امام مالکؒ بھی ان ساتھ شامل یہ فرماتے ہیں کہ فاتحہ نماز کے ارکان میں سے ہے اس باب کی روایت کی وجہ انھوں نے قول کی ہے، امام ابو حنیفہؒ اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبلؒ بھی ساتھ ہے ان کے نزدیک یہ نماز میں رکن نہیں ہے قرآن کریم کی ایت مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے جس ارشاد باری تعالی ہے " پڑھوں جو تمیں قرآن سے اسان ہوں " دوسرا دلیل دیہاتی کی روایت جس میں اس دیہاتی سے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ اکبر کہوں اور پھر پڑھوں جو تم قرآن سے اسان ہوں بخاری نے یہ روایت نقل کیا ہے، دونوں مذاہب کے دلائل میں تعارض آگیا تو اس کو دفع کرنے کے لئے ترجیح دیا گیا ہے اس طرح کہ عبادہ بن صامت کی روایت نص قطعی کے مقابلے متروک ہوگی ساتھ ساتھ حدیث اعرابی کی وجہ سے بھی یا تطبیق کے ساتھ دفع تعارض کیا گیا ہے کہ قراءۃ فرض کیا ہے قرآنی آیت پر اور حدیث الباب کی وجہ سے فاتحہ واجب کیا ہے اور حدیث میں نفی کیا گیا ہے یہ نفی الکمال پر محمول ہے یعنی فاتحہ کے بغیر نماز کامل نہیں اور اس پر ابو داؤد کی روایت ہے " جس نے نماز میں ام القرآن نہیں پڑھا کٹ پتلی نامکمل ہے اور اس طرح نہیں کہا کہ فاسد و باطل ہے تو یہ نقصان پر دلالت کرتی اس طرح اور بھی احادیث میں موجود ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرما ہے " اس شخص کی ایمان نہیں جس میں امانت کی پاسداری نہ ہوں " اس طرح آپ ﷺ فرماتا ہے " مسجد کے پڑوسی کے لئے نماز نہیں ہے مگر مسجد میں " ایک اور ارشاد مبارک ہے " باگنے والے غلام کے لئے کوئی نماز نہیں ہے یہاں تک کہ وہ لوٹ آئے " ان تمام روایات میں نفی کمال کے لئے ہے نفی ذات کی نہیں ہے اور وہ جواب کہ یہ خبر واحد ہے اس پر فرضیت ثابت نہیں ہوتا کیونکہ قطعی ظنی سے ثابت نہیں ہوتا، ایک اور جواب کہ ابو سعیدؓ کی روایت میں اس طرح ہے " کہ اس شخص کا نماز نہیں جس نے فاتحہ اور اس کے ساتھ سورت نہیں پڑھا " نفی اگر کمال کے لئے نہ ہوں پھر تو چاہیے کہ فاتحہ کے ساتھ انضمام سورت بھی فرض کیا مانا جائے حالانکہ امام شافعیؒ کے نزدیک انضمام سورت مستحب ہے، اور امام نوویؒ نے جو کہا ہے ایت میں جو حکم ہے کہ آسان پڑھوں تو اس سے فاتحہ ہے اور امام شافعیؒ کے مسلک کے مطابق ہے تو یہ انہوں نے حکم لگایا ہے بغیر کسی دلیل کے، اس لئے یہ

ایت کریمہ عام ہے کیونکہ یسر یعنی آسانی فاتحہ کے نسبت سورت اخلاص اور سورت کوثر میں زیادہ ہے جیسا کہ بدرالدین عینیؒ نے کہاہے اور اس طرح تین آیات کو بھی شامل ہے اس میں بھی فاتحہ کی نسبت آسانی ہے تو یہ آسانی فاتحہ کے ساتھ خاص کرنے کی کیا معنی ہے اس میں مزید بحث ترک القرءۃ خلف الامام باب کے ذیل میں ائیگا ان شاءاللہ تعالیٰ۔

فاتحہ خلف الامام پڑھنے والوں کے دلائل:

امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے والوں کی دلائل میں بعض کا تذکرہ شیخ الحدیثؒ کی ذکر کی گئی تحقیق میں بیان ہوئی ہیں، بعض کا تذکرہ ذیل میں کیا جارہا ہے۔

1۔ قرآن کریم:

قرآن کریم میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے﴿ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ﴾پڑھو جو تمہیں قران کریم سے اسان ہوں اس کے بارے میں فاتحہ خلف الامام کے قائلین فرماتے ہیں کہ یہ حکم خاص ہے فاتحہ کے ساتھ کہ فاتحہ نماز میں پڑھوں اور حکم ہے اللہ تعالی جو کہ وجوب ولزوم پر دلالت کرتی ہے،اس استدلال سے کئے گئے جواب کا تذکرہ مخطوطہ سے نقل عبارت میں ہوا ہے ملاحظہ ہوں۔

2۔ احادیث:

اس مسئلہ کے اثبات کے لئے احادیث سے جن دلائل کا تذکرہ امام ترمذی نے اپنے سنن میں کیاہے اس کو اختصار کے گوش گزار قارئین وناظرین کیا جاتا ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ[12]، وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ[13]، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ[14]، عَنْ الزُّهْرِيِّ[15]، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ[16]، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ[17]، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ». وَفِي البَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَائِشَةَ، وَأَنَسٍ، وَأَبِي قَتَادَةَ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو حَدِيثُ عُبَادَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَالعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ: عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ، وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ، وَغَيْرُهُمْ، قَالُوا: لَا تُجْزِئُ صَلَاةٌ إِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الكِتَابِ، وَبِهِ يَقُولُ ابْنُ المُبَارَكِ[18]، وَالشَّافِعِيُّ،[19] وَأَحْمَدُ[20]، وَإِسْحَاقُ-[21]-

یہ حضرت عبادہ بن صامتؓ کی روایت ہے اس کو امام ترمذیؒ نے اپنے سند کے ساتھ ذکر کیا ہے جس میں یہ صحابیؓ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہے،"اس شخص کی نماز نہیں جس نے نماز میں فاتحہ نہیں پڑھی" اس باب میں دیگر جن صحابہ کرامؓ سے روایات نقل ہیں ان ابوہریرہؓ، عائشہؓ، انسؓ، اَبو قتادہؓ اور عبد اللہ بن عمروؓ،اس پر امام بخاری حکم لگاتے ہوئے فرماتے ہے یہ عباہ بن صامتؓ کی روایت حسن صحیح ہے اور یہ بہت سے اہل علم صحابہ کا معمول تھا جن میں امیر المؤمنین عمر بن خطابؓ، جابر بن عبد اللہؓ، عمران بن حصینؓ اور ان کے علاوہ اور بھی اس پر عمل کرتے

تھیں، یہ تمام صحابہؓ اس بات کے قئل تھیں کہ فاتحہ کے بغیر نماز بلکل جائز نہیں ہے، اسلاف اور ائمہ کرام میں عبد اللہ بن مبارکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد اور اسحاق اس کے قائل ہیں کہ فاتحہ کی تلاوت کیے بغیر نماز درست نہیں ہے۔

اس طرح امام بخاریؒ نے اس موضوع پر مستقل کتاب لکھا "جزء فاتحہ خلف الامام" جس میں اس موضوع پر بہت سے احادیث انھوں نے جمع کئے ہیں جن میں چند ایک کا میں تذکرہ کررہا ہوں۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ[22] قَالَ: حَدَّثَنَا الْبُخَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ صَلَّى وَلَمْ يَقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ ثَلَاثًا غَيْرَ تَمَامٍ»[23]

امام بخاریؒ اپنے سند کے ساتھ ابو ہریرہؓ سے روایت نقل فرماتے ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے نماز پڑھی اور ام القرآن یعنی سورۃ الفاتحہ کی تلاوت نہیں کی اس کی نماز ناقص غیر مکمل ہے رسول اللہ ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی۔

3۔ تعامل صحابہ:

اس حوالے سے تعامل صحابہؓ کا تذکرہ توضمناً کیا گیا لیکن اس حوالے سے مستقل، مستند روایات سے تعامل صحابہؓ کا ہمیں روایات ملتے ہیں جن ایک دو کا میں تذکرہ کرنا چاہتا ہوں۔ واللہ الموفق المعین۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ حَدَّثَنَا الْبُخَارِيُّ قَالَ، وقَالَ لَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ جَوَّابِ التَّمِيمِيِّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ شَرِيكٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ: " أَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: وَإِنْ قَرَأْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ: وَإِنْ قَرَأْتُ۔[24]۔

امام بخاریؒ اپنے سند کے ساتھ یزید بن شریکؒ سے روایت کرتے ہے وہ کہتے میں نے عمر بن خطابؓ سے پوچھا کہ کیا امام کے پیچھے فاتحہ پڑھو؟ تو انہوں نے ہاں پڑھو، میں نے پھر پوچھا اگر آپ پڑھتے ہو تو پھر بھی میں پڑھو؟ تو انہوں نے فرمایا اگرچہ میں بھی پڑھوں، لیکن آپ نے بہر صورت پڑھنا ہے۔

اس طرح تعامل صحابہؓ کا ایک اور نمونہ پیش کیا جارہا ہے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْبُخَارِيُّ قَالَ، وقَالَ لَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَمْزَةَ الْمَازِنِيِّ، حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ، عَنِ " الْقِرَاءَةِ، خَلْفَ الْإِمَامِ فَقَالَ: فَاتِحَةَ الْكِتَابِ۔[25]۔

محمود بن ربیعؒ امام بخاریؒ سے متصل سند کے ساتھ ابو نضرہؒ کا رائے نقل فرماتے ہے وہ کہتے ہے کہ میں نے ابو سعیدؓ سے قراءۃ خلف الامام کے بارے میں پوچھا؟ تو آپؓ نے فرمایا فاتحہ پڑھوں۔

4۔ اقوال اسلاف:

مذکورہ بالا روایات میں اسلاف اور ائمہ کے اقوال کا ذکر ضمناً ہوا ہے لیکن ایک قول مستقلاً بالسند امام بخاریؒ نے نقل کیا

ہے جس کو آپ کے سامنے پیش کیا جارہا ہے وقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ[26]، عَنِ ابْنِ جُرِيجٍ[27]، عَنْ عَطَاءٍ،[28] قَالَ: «إِذَا كَانَ الْإِمَامُ يَجْهَرُ فَلْيُبَادِرْ بِقِرَاءَةِ أُمِّ الْقُرْآنِ أَوْ لِيَقْرَأْ بَعْدَمَا يَسْكُتُ فَإِذَا قَرَأَ فَلْيُنْصِتْ كَمَا قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ»[29]

عطاءؒ سے سنداً امام بخاری نے یہ نقل کیا ہے وہ فرماتا ہے کہ جب امام قرائت بالجہر کرتا ہے تو مقتدی بھی جلدی ان کے ساتھ قراءت کیا کریں یا جب امام قراءت کے بعد خاموش ہو جائے تو مقتدی اس وقت فاتحہ پڑھے اور جب امام پڑھے تو مقتدی خاموش سنتے رہے۔

فاتحہ خلف الامام نہ پڑھنے والوں کے دلائل:

جن ائمہ کرام نے امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے کے بارے میں دلائل پیش کیا ہے ان کا اختصار کے ساتھ تذکرہ کیا جاتا ہے۔ واللہ الموفق المعین۔ الھم وفقنا واعننا بالعلم

1۔ قرآن کریم:

قران کریم میں اللہ تعالی نے اپنے رحم کو قران کے خاموشی سے سننے کے ساتھ موقوف کیا ہے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾[30] اور جب قرآن کریم کی تلاوت کیا جارہا ہوں تو اس کو سنو اور خاموش ہو جاؤ تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

2۔ احادیث:

اس مسئلہ میں یعنی ترک فاتحہ خلف الامام میں ذخیرہ احادیث مبارکہ سے چند شواہد ذکر کیے جاتے ہیں۔ واللہ الموفق۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ[31]، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ[32]، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ[33] ح وَحَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنْ قَتَادَةَ، فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ وَفِي حَدِيثِ جَرِيرٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ قَتَادَةَ مِنَ الزِّيَادَةِ» وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا " وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَحَدٍ مِنْهُمْ فَإِنَّ اللهَ قَالَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» إِلَّا فِي رِوَايَةِ أَبِي كَامِلٍ، وَحْدَهُ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ: ابْنُ أُخْتِ أَبِي النَّضْرِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ. فَقَالَ مُسْلِمٌ: تُرِيدُ أَحْفَظَ مِنْ سُلَيْمَانَ؟ فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ: فَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ؟ فَقَالَ: هُوَ صَحِيحٌ يَعْنِي وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا فَقَالَ: هُوَ عِنْدِي صَحِيحٌ فَقَالَ: لِمَ لِمَ تَضَعْهُ هَا هُنَا؟ قَالَ: لَيْسَ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدِي صَحِيحٍ وَضَعْتُهُ هَا هُنَا إِنَّمَا وَضَعْتُ هَا هُنَا مَا أَجْمَعُوا عَلَيْهِ[34]

عن جابرؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم من کان لہ إمام فقراءۃ الإمام لہ قراءۃ حضرت جابر t سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے لیے امام ہو تو امام کی قراءت اس کے لیے کافی ہو گی (یعنی اس کو علیٰحدہ سے قراءت کرنے کی ضرورت نہیں)[35]۔

3۔ تعامل صحابہ:

أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ[36] قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ[37] قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ[38] قَالَ: حَدَّثَنِي

أَبُو الزَّاهِرِيَّةِ[39]، قَالَ: حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيُّ[40]، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ[41] سَمِعَهُ يَقُولُ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفِي كُلِّ صَلَاةٍ قِرَاءَةٌ؟ قَالَ: «نَعَمْ» قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: وَجَبَتْ هَذِهِ. فَالْتَفَتَ إِلَيَّ وَكُنْتُ أَقْرَبَ الْقَوْمِ مِنْهُ فَقَالَ: مَا أَرَى الْإِمَامَ إِذَا أَمَّ الْقَوْمَ إِلَّا قَدْ كَفَاهُمْ. قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: هَذَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَأٌ، إِنَّمَا هُوَ قَوْلُ أَبِي الدَّرْدَاءِ، وَلَمْ يُقْرَأْ هَذَا مَعَ الْكِتَابِ[42]

4۔ اقوال اسلاف:

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مقتدی کو امام کے پیچھے سری جہری کسی بھی نماز میں قرأت کرنا مکروہ تحریمی ہے، در مختار میں ہے: والمؤتم لا يقرأ مطلقا ولا الفاتحة في السرية اتفاقا، فإن قرأ كره تحريما۔[43]

عن مجاہد قال: قرأ رجل من الأنصار خلف رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فی الصلاۃ، فنزلت وإذا قرئ القراٰن الآیۃ۔[44]

اعتدال کی راہ، امام مالک کی رائے: میں ان سے منقول ہے امام مالک اور قرات خلف الامام

اسی طرح موطا میں امام مالک نے کتاب الصلاۃ میں باب نمبر 8 ماجاء فی ام القرآن (سورۃ فاتحہ کے بارے میں) قائم فرمایا اس میں قرات خلف الامام کے الفاظ کا ذکر موجود نہیں ہے۔ اس باب میں امام مالک حدیث 191 بیان کرتے ہیں۔

انه سمع جابر بن عبدالله يقول من صلي ركعتا لم يقراء فيها بام القرآن فلم يصلي الا ورآء الامام[45].

اس حدیث میں بھی امام کے پیچھے قرات نہ کرنے کے بارے میں ہے مگر امام مالکؒ نے اس کا الگ باب قائم نہ فرمایا اچھا ہوتا کہ اس کو الگ باب کے عنوان سے بیان فرمادیتے کیونکہ نفس حدیث میں وہ بات نہ تھی جس عنوان سے باب قائم کر رہے ہیں۔ اس طرح باب 50، کتاب 10 میں باب کا عنوان درج کرتے ہیں۔

ترک القرآۃ خلف الامام فیما جھر فيه.

"امام کے پیچھے اس نماز میں قرات نہ کرنا جس میں وہ جہری قرات کرتا ہے"۔

اور اس باب کے تحت امام مالک حدیث لائے ہیں۔

ان عبدالله بن عمر كان اذا سئل هل يقرا احد خلف الامام قال اذ صلي احدكم خلف الامام فحسبه قرات الامام واذا صلي وحده فليقرا.

"حضرت عبد اللہ بن عمر سے پوچھا گیا کہ کیا کوئی شخص امام کے پیچھے قرات کرے انہوں نے کہا جب کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرات اسے کافی ہوتی ہے اور جب وہ اکیلا نماز پڑھے تو تب قرات کرے"۔

یہاں مطلقاً سوال پوچھا گیا جہری یا سری نمازوں میں قرات کا سوال نہ کیا گیا مگر باب کا عنوان اپنے فقہی مذہب کے مطابق جہری نماز کے حوالے سے باندھا گیا۔ پس یہ ایک فقہی رجحان ہے اور یہ حق ہے کہ ترجمۃ الباب کو آئمہ اپنے فقہی مذہب کے مطابق درج کرتے ہیں۔

مولانا گوہر رحمانؒ کی رائے:

فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ اختلافی ہے۔ ہماری تحقیق یہ ہے کہ سری میں مقتدیوں کو فاتحہ پڑھنا چاہئے یہ افضل اور مستحب

ہے البتہ اگر نہ پڑھی تو نماز پھر بھی ہو جائیگی اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ امام کی قراءت مقتدی کے لئے کافی ہے اور جس حدیث میں آیا ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی اس حکم سے مقتدی کو رسول اللہ ﷺ نے خود مستثنی کر دیا ہے۔ اسی طرح جہری نمازوں میں امام اگر قراءت کے درمیان سکتے کرتا ہے اور ان سکتوں میں مقتدی فاتحہ پڑھ سکتا ہے تو پڑھنا بہتر ہے ورنہ ضروری نہیں ہے۔ ضروری صرف امام اور مقتدی کے لئے ہے۔ یہ مسئلہ دور صحابہؓ سے لے کر آج تک اختلافی چلا آرہا ہے اور اختلافی مسائل میں تعصبات سے اجتناب کرنا چاہیئے۔[46]

خلاصہ بحث:

فاتحہ خلف الامام جو ایک معرکۃ الاراء اختلافی مسئلہ ہے۔ مذکورہ بالا تحقیقی ارٹیکل میں اس مسئلے کی بنظر عمیق جائزہ لیا گیا جانبین کے دلائل وضاحت کے ساتھ بیان ہوئیں ہیں، الدرس الترمذی میں شیخ الحدیث محمد یار بادشاہؒ کی تحقیق نقل کیا گیا ہے، پھر اس مسئلے میں جانبین کے لئے قرآن کریم سے لئے گیے دلائل، احادیث میں جن روایات سے استدلال کیے ہیں، تعامل صحابہؓ اور بعد سلف صالحین کے تعامل اور ان کے اقوال کا مختصر تذکرہ کیا گیا ہیں، بعد امام دار الھجرۃ امام مالکؒ کے مسلک کو بیان کیا گیا، آخر میں شیخ الحدیث مولانا گوہر رحمانؒ کی تحقیق اس مسئلے میں ذکر ہوا۔ حقیقت میں ان جیسے مسائل میں الجھنے اور اس پر ایک دوسرے سے مناظرہ بازیاں، تفسیق کرنا ایک دوسرے پر مختلف قسم کے الزامات کا برمار کرنا قرین انصاف نہیں ہے اس سے باز آنا چاہیئے اور اس میں اپنے اسلاف کے طرز و طریقے کو استعمال کرنا چاہیے ، جس کو جن کے دلائل پر اطمنان ہوں اس پر اخلاص کے ساتھ عمل کریں لیکن یہ طرز اپنائیں کے دوسروں کو حقیر گمراہ نہ سمجھیں۔ واللہ تعالی الموفق والمعین، الھم وفقنا لما تحب وترضیٰ۔

مصادر و مراجع

---

[1]: القرآن الکریم، سورۃ ال عمران، 09۔

1: Al Quran, Al Imran, 09.

[2]: القرآن الکریم، سورۃ ال عمران، 85۔

2: Al Quran, Al Imran, 85.

[3]: القرآن الکریم، سورۃ المائدہ، 03۔

3: Al Quran, Al Maida, 03.

[4]: سنن ترمذی مترجم، ج1، ص38۔

4: Sunan Tarmdhi Translate, C1 P38.

[5]: صالح، تذکرہ علمائے خیبر پختونخواہ، ص536۔

5: Salih, TaZkiro ulama Kpk, P 536.

[6]: آپ عنایت الرحمان بن مولانا محمد جان ہے۔ 1931 کو بانڈی بالا سوات میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد اور چچا سے حاصل درس نظامی کی تعلیم مدرسہ حقانیہ سوات حاصل کی۔ دورہ حدیث کی سند یعنی سند فراغت 1954 میں جامعہ اشرفیہ لاہور سے حاصل کی۔ 1954 ہی میں جماعت اسلامی میں شمولیت اختیار کی۔ فراغت کے بعد دار العلوم اسلامیہ خوشحال گڑھ، جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک، جامعہ اشرفیہ لاہور اور جامعہ اسلامیہ تفہیم القرآن مردان میں 1976 تک درس و تدریس کے فرایض سرانجام دئے۔ 24 اکتوبر 1976 کو جامعہ رحمانیہ درگئی کی بنیاد رکھ دی اور وفات تک اس کے مدیر اور مہتمم رہے۔ 1985 میں رکن قومی اسمبلی منتخب ہوئے، 2002 میں متحدہ مجلس عمل کے پلیٹ فارم رکن قومی اسمبلی منتخب ہوئے۔ 21 ستمبر 2004 کو وفات پائی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعا۔

[7]: آپ غلام اللہ بن ملک فیروز خان، 1905 کو ضلع اٹک کے ایک گاؤں چھچھ میں پیدا ہوئے، ہائی سکول حضرو سے مڈل کا امتحان پاس کیا، ابتدائی تعلیم کے بعد دیوبند چلے گئے جہاں سید حسین احمد مدنی اور شبیر احمد عثمانی احادیث کی کتابیں، 1933 میں ڈھابیل جاکر جاکر شاہ انور شاہ کشمیری سے سند فراغت، تفسیر جواہر القرآن آپ کی ایک مایہ ناز تفسیر ہے، آپ نے 26 مئی 1980 کو دبئی میں وفات پائی۔ میاں محمد الیاس، حیات شیخ القرآن، محمد حسین علی اکادمی، راولپنڈی، س ن ص 62-65۔

[8]: شیخ القرآن مولانا محمد طاہر پنج پیری صوبہ سرحد کے ضلع صوابی سے تعلق رکھنے والے مشہور عالم دین تھے۔ آپ 15 ربیع الثانی 1334ھ بمطابق فروری 1916ء کو پنج پیر ضلع صوابی میں غلام نبی خان بن آصف خان کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ نے 31/مارچ 1987ء کو اپنے علاقہ میں وفات پائی اور ہزاروں افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ امامت کے فرائض آپ کے صاحبزادے مولانا محمد طیب طاہری نے ادا کیے اور اپنے آبائی قبرستان میں آسودہ خاک ہوئے۔ ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی جولائی 1987ء

[9]: بخاری، أبوعبد اللہ محمد بن اسماعیل، جزء القراءۃ خلف الإمام، المکتبۃ السلفیۃ، طبع اول، 1400ھ/1980ء، ص

[10]: القرآن الکریم: سورۃ الأعراف، 204۔

10: Al Quran, Al Araf 204.

[11]: القرآن الکریم: سورۃ المزمل، 20۔

11: Al Quran, Al Muzzammil 20.

[12]: ابن أَبِي عُمَرَ، هو: مُحَمَّدُ بْنُ يحيى، تهذيب الكمال في أسماء الرجال (34/446)۔

[13]: أَبُو الْحَسَنِ السَّعْدِي (154-244هـ= 771-858م) علي بن حجر بن إياس اسعدي المروزي أبو الحسن: من حفاظ الحديث. كان رحالا جوالا. ثقة. له أدب وشعر، وتصنيف منها" أحكام القرآن

[14]: سُفْيَان بن عُيَيْنَة (107-198هـ= 725-814م)، سفيان بن عيينة بن ميمون الهلالي الكوفي، أبو محمد: محدّث الحرم المكيّ. من الموالي. ولد بالكوفة، وسكن مكة وتوفي بها. كان حافظا ثقة، واسع العلم كبير القدر۔

[15]: محمد بن عبد اللہ بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شھاب القرشی الزھری، أبو عبد اللہ المدنی (ابن اخی الزھری، من کبار أتباع التابعين، وفاة: 152ھ وقيل بعدها۔

[16]: محمود بن الربيع بن سراقة بن عمرو بن زيد بن عبدة بن عامر بن عدي بن كعب بن الحارث بن الخزرج الأنصاري الخزرجيّ.

17 : عبادة بن الصامت بن قيس بن أصرم بن [فهر بن ثعلبة بن غنم ابن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج الأنصاري السالمي،

18 : عبد الله بن المبارک بن واضح الحنظلي بالولاء، التميمي، المروزي أبو عبد الرحمن، الحافظ، شيخ الإسلام، المجاهد التاجر، صاحب التصانيف والرحلات، أفنى عمره في الأسفار، حاجاً ومجاهداً وتاجراً، وجمع الحديث والفقه والعربية وأيام الناس والشجاعة والسخاء، كان من سكان خراسان، ومات بهيت (على الفرات) منصرفاً من غزو الروم، 118-181هـ/736-797م

19 : مُحَمَّدُ بنُ إِدْرِيْسَ بنِ العَبَّاسِ بنِ عُثْمَانَ بنِ شَافِعِ بنِ السَّائِبِ بنِ عُبَيْدِ بنِ عَبْدِ يَزِيْدَ بنِ هَاشِمِ بنِ المُطَّلِبِ بنِ عَبْدِ مَنَافٍ بنِ قُصَيِّ بنِ كِلاَبِ بنِ مُرَّةَ بنِ كَعْبِ بنِ لُؤَيِّ بنِ غَالِبٍ، الإِمَامُ، عَالِمُ العَصْرِ، نَاصِرُ الحَدِيْثِ، فَقِيْهُ، 150-204۔

20 : احمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد، الشيباني، المروزي، نزيل بغداد، أبو عبد الله. قال عبد الله بن أحمد: سمعتُ أَبِي يقول: دخلت البصرة، في أول رجب، سنة ست وثمانين ومئة، ومات معتمر في سنة سبع وثمانين في أولها، ودخلت الثانية سنة تسعين، ودخلت الثالثة في سنة أربع وتسعين، وخرجت سنة خمس وتسعين۔

21 : ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذي، شرکة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، طبع الثانية، 1395ھ / 1975ء، ص

22 : محمود بن حسن الوراق: شاعر، أكثر شعره في المواعظ والحكم. روى عنه ابن أبي الدنيا. وفي (الكامل) للمبرد، نتف من شعره، وهو صاحب البيت المشهور: (إذا كان وجه العذر ليس ببين فان اطراح العذر خير من العذر) وجمع عدنان العبيدي ببغداد۔

23 : بخاری، جزء القراءة خلف الإمام، ص

23: Bukhari, juze alqrat Khalf al imam.

24 : ایضاً، ص15۔

1524: As Above, P

25 : ایضاً، ص30۔

25: As Above, P30.

26 : عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مسلم الدمشقي العابد (1). رَوَى عَنْ: مبشر بن إسماعيل الحلبي، ومحمد بن عيسى بن القاسم بن سميع، ومدرک بن أبي سعد الفزاري۔

27 : ابن جریج، عبد الملک بن عبد العزیز بن جُرَيْج الإمام العلامة الحافظ شيخ الحرم، (150ھ)

28 : عطاء بن أبي رباح، أبو محمد، المكي ومات سنة أربع عشرة ومائة۔

29 : ایضاً، ص31۔

29: As Above, P31.

30 : القرآن الکریم: سورۃ الأعراف، 204۔

30: Al Quran ul Kareem, Sora Araf 204.

31 : أحمد بن محمد بن شبيب بن زياد، أبو بكر البزار، يعرف بابن أبي شيبة، وربما قيل ابن شيبة. سمع محمد بن بكر بن خالد القصير، وعمرو بن علي الفلاس، وجماعة. روى عنه: أبو بكر الشافعي، وأبو بكر بن شاذان، وابن شاهين، وغيرهم.

32 : حماد بن أسامة القرشي، مولاهم، الكوفي، أبو أسامة.

[33] : ابْنُ أَبِي عَرُوْبَةَ سَعِيْدُ بنُ أَبِي عَرُوْبَةَ مِهْرَانَ العَدَوِيُّ، الإِمَامُ، الحَافِظُ، عَالِمُ أَهْلِ البَصْرَةِ، وَأَوَّلُ مَنْ صَنَّفَ السُّنَنَ النَّبَوِيَّةَ، أَبُو النَّضْرِ بنُ مِهْرَانَ العَدَوِيُّ مَوْلاَهُم، البَصْرِيُّ.

[34] ۔ صحیح مسلم، ج1، ص304۔

34: Sahih Muslim C1 P304.

[35] : موطأ الإمام محمد، حدیث نمبر:125۔

Muwatta Imam Muhammad, Hadith No 125. 35:

[36] :هارون بن عبد الله بن محمد، أبو يحيى الزهري ثم العوفيّ، من ذرية عبد الرحمن بن عوف: فقيه مالكي من القضاة.

[37] : زَيْدُ بنُ الحُبَابِ بنِ املرَّيَّانِ ، و قِيْلَ: ابْنُ رُوْمَانَ، الإِمَامُ، الحَافِظُ، الثِّقَةُ، الرَّبَّانِيُّ، أَبُو الحُسَيْنِ العُكْلِيُّ، الخُرَاسَانِيُّ، ثُمَّ الكُوْفِيُّ، الزَّاهِدُ. وَالحُبَابُ - فِي اللُّغَةِ -: هُوَ نَوْعٌ مِنَ الأَفَاعِي.

[38] : معاوية بن صالح بن حدير الحضرميّ الحمصي: قاض، من أعلام رجال الحديث. أصله من حضرموت. نشأ بحمص، وخرج منها سنة 125 هـ فمر بمصر، وانتهى إلى الأندلس. (000 - 158 هـ = 000 - 774 م)

[39] :أَبُو الزَّاهِرِيَّةِ حُدَيْرُ بنُ كُرَيْبٍ الحِمْصِيُّ ،إِمَامٌ مَشْهُوْرٌ، مِنْ عُلَمَاءِ الشَّامِ.سَمِعَ: أَبَا أُمَامَةَ البَاهِلِيَّ، وَعَبْدَ اللهِ بنَ بُسْرٍ، وَجُبَيْرَ بنَ نُفَيْرٍ، وَطَائِفَةً.

[40] : أَبُو شجرة كثير بن مرة الحضرمي الرهاوي.رَوَى عَن: عوف بْن مالك (بخ د س ق) ، وغيره.رَوَى عَنه: أَبُو الزاهرية (ر د س ق) ، وغيره.

[41] : أَبُو الدَّرْدَاء، عويمر بن مالك بن قيس بن أمية الأنصاري الخزرجي، أبو الدرداء: صحابي، ، (000 - 32 هـ = 000 - 652 م)مات بالشام. وروى عنه أهل الحديث 179 حديثا ۔

[42] :نسائی، أبو عبد الرحمن أحمد بن شعیب، السنن نسائی، ج2، ص142۔

: Nasye Abu Abdur Haman Ahmad S\O Shoaib , Alsnan Nasye C2 P142.42

[43] :الدر مع الرد، کتاب الصّلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج2، ص266۔

C2, P266: Al durr Ma Alrrde , Ketab Ul Alswlat Bab Sfatl swalt 43

[44] :روح المعانی، ج9، ص150۔

44: Rohul mane C9, P150.

[45]:موطا امام مالک حدیث 191، ج1، ص86

45: Mwta Imam Malik Hadith No191 C1 P86.

[46] :مولانا گوہر رحمان، تفہیم المسائل، ج6، ص320۔

46: Maulana Gauhar Rahman , Tafheem Ul Masayl C6, P320.